سوال

(253) افطاری کی دعا والی حدیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

افطاری کی دعا 'اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟ بعض کتابچوں میں الفاظ 'وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ بِمَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ' بھی لکھے ہوتے ہیں۔ کیا یہ کسی حدیث کی کتاب میں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو کیوں لکھے جاتے ہیں؟ (صبغت اللہ صابر بلوچ، کراچی) (افروری ۲۰۰۲ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اصلاً یہ روایت ''سنن ابی داؤد'' میں مرسل ہے لیکن شواہد کی بناء پر اس کو تقویت حاصل ہے۔ (المشکاۃ المصابیح للالبانی) (۶۳/۱ الفصل الثانی، رقم: ۱۹۹۴") اور 'وَبِکَ اٰمَنْتُ...الخ' کے الفاظ بے اصل ہیں، جہالت اور لاعلمی کی بناء پر لوگ یہ لکھتے ہیں۔

''الاعتصام'' کے ایک فتوے پر نظر (از عبداللہ محدی کھپرا):

گزشتہ دنوں ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں ایک فتویٰ شائع ہوا جس کا عنوان یہ تھا تحقیق روایت

'اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ'۔

فتوی یہ دیا گیا کہ دراصل یہ روایت ''سنن ابی داؤد'' میں مرسل ہے۔ لیکن شواہد کی بناء پر اس کو تقویت حاصل ہے۔

یہ بات ممکن ہے کہ اس فتوے کی بنیاد شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر ہو، کیونکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صاحب ''مشکوٰۃ'' کے اسی قول پر 'رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ مُرْسَلًا' (ابوداؤد نے اس کو مرسل بیان کیا ہے) حاشیہ لگاتے ہوئے کہا ہے: 'لٰکِنْ لَہٗ شَوَاھِدُ یُقَوِّی بِہَا'

''لیکن اس کے شواہد ہیں جو اس کو تقویت پہنچاتے ہیں۔''

لیکن اس کے جو شاہد ہی سخت ضعیف ہیں اس وجہ سے اس کو تقویت نہیں ملتی۔

اب اس حدیث کی مفصل تخریج اور اس کے شواہد کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ تاکہ آپ کو افطار کی اس دعا کا صحیح علم ہو۔ یہ روایت ''سنن ابی داوٗد'' (رقم الحدیث: ۲۳۵۸) مراسیل ابی داوٗد (ص: ۱۰۸) کتاب الزہد (رقم نمبر: ۱۴۱۰) ''مسند ابن ابی شیبہ'' (ج: ۳، ص ۱۰۰) اور ''سنن بیہقی'' (ج: ۴، ص: ۲۳۹) میں حصین بن عبدالرحمن کے واسطے سے معاذ بن زہرہ سے مروی ہے۔ یہ روایت مندرجہ ذیل علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ''

۱۔ **معاذزھرہ:** ان کو معاذ ابوزہرہ بھی کہا گیا ہے۔ تابعی ہیں، بعض نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر یہ وہم ہے، دیکھئے ''تہذیب التہذیب'' (ج: ۱۰، ص: ۱۷۲) اور ''تقریب التہذیب'' (ج: ۲، ص: ۲۵۶)

تنبیہ: ''تقریب'' کے ایک نسخے میںکتابت کی غلطی کی وجہ سے معاذ بن زہیرہ چھپ گیا ہے۔ دراصل معاذ بن زہرہ ہے اور تابعی ہے، اس وجہ سے ان کی روایت رسول اللہ ﷺ سے بلاواسطہ مرسل کہلائے گی اور مرسل روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۔ معاذ کی ''ابن حبان'' کے علاوہ کسی اور نے توثیق نہیں کی اور ان سے صرف حصین بن عبدالرحمن نے روایت کی ہے۔ لہٰذا یہ مجہول (غیر معروف) راویوں کے زمرے میںآتے ہیں۔

۳۔ اس کی سند اور متن میں اختلاف ہے۔ سند میں اختلاف اس طرح ہے کہ ایک جماعت نے (جو ہشیم، ابن المبارک، بشر بن قاسم اور محمد بن فضیل) پر مشتمل ہے۔ اسے حصین عن معاذ روایت کیا ہے، جب کہ سفیان ثوری نے اس کو حصین سے روایت کرتے ہوئے حصین اور معاذ کے درمیان ایک نامعلوم شخص کا واسطہ ذکر کیا ہے۔ ثوری کے طریق سے اس کو ابن السنی (۴۷۹) نے اور خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد (۹۵/۱۲) میں روایت کیا۔

ثوری نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ۔' اور یہ متن میں اختلاف ہوا۔

''تاریخ بغداد'' میں ان معاذ کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہا گیا ہے جب کہ ابن السنی کے دو نسخوں (بتحقیق عبدالقادر عطاء و تحقیق سالم سلفی) میں صرف معاذ ہے ولدیت مذکور نہیں، مگر سلفی کے نسخے میں ''رضی اللہ عنہ'' بھی لکھا گیا ہے۔ گویا ان سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی سمجھا گیا۔ ابن السنی کے تیسرے نسخے میں (جو بشیر محمد عیون کی تحقیق سے چھپا ہے) معاذ کے بعد بریکٹوں میں بن زہرہ لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ معاذ، معاذ بن زہرہ تابعی ہے۔ معاذ بن جبل صحابی نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے ''الاذکار'' میں اس حدیث کو ''ابن السنی'' کے حوالے سے معاذ بن زہرہ ہی کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ابن صاعد کہتے ہیں کہ یہ معاذ بن جبل نہیں بلکہ معاذ بن ابوزہرہ ہیں۔ اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''النکت الظراف'' میں کہا ہے کہ بعض نے ان کو معاذ بن جبل سمجھا ہے، جو درست نہیں۔ اس حدیث کو عبدالعزیز بن مسلم القسملی نے بھی حصین بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے اور انھوں نے معاذ کی بجائے محمد بن معاذ کہا ہے اور یہ حدیث اسی طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ''التاریخ الکبیر'' (ج: ۱، ص: ۲۲۷) میں روایت کی ہے۔ معاذ کی بجائے محمد بن معاذ کہنا عبدالعزیز کا وہم ہے۔ ان کے بارے حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ بعض اوقات ان کو وہم ہوتا ہے اور بہت بڑی غلطی کر جاتے ہیں۔ دیکھئے: ''تہذیب التہذیب'' (ج: ۶، ص: ۳۱۸)

تنبیہ: ''ابن ابی شیبہ'' کے دو نسخوں میں اس حدیث کے راوی کا نام معاذ بن زہرہ کے بجائے ابوہریرہ ہے جو صحیح نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو ''النکت الظراف'' میں ''ابن ابی شیبہ'' سے معاذ ہی کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ''ابن ابی شیبہ''، طبع ہند میں جو غلطیاں ہیں وہی ''دارالتاج بیروت'' کی طبع میں بھی ہیں۔

حاصل کلام: یہ حدیث معاذ بن زہرہ سے ہے اور ضعیف ہے۔ یہ دعا حدیث انس رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ کو ''طبرانی'' نے المعجم الصغیر (ج: ۲، ص: ۵۲، ۵۱) اور ''الدعائ'' (ص نمبر: ۹۱۸) میں روایت کیا ہے۔ صغیر میں اس کے شروع میں بسم اللہ کا اور آخر میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

'تقبّل مِنّیِ اِنّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیم'

مگراس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں دو علتیں ہیں :

۱۔ اسماعیل بن عمرو البجلی : یہ ضعیف ہے۔ اس کو ''ابوحاتم ابن عدی'' اور ''دارقطنی'' وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ ملاحظہ ہو : میزان الاعتدال (ج : ۱، ص : ۲۳۹)، دیوان الضعفائ (ج : ۱، ص : ۸۸) اور المغنی فی الضعفاء (ج : ۱، ص : ۸۵)

۲۔ اس حدیث میں اسماعیل بن عمرو کا استاد داوٗد الزبرقان ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں ''الکاشف'' میں کہا ہے کہ 'ضَعَّفُوْہ' یعنی یہ سخت ضعیف ہے۔ کیونکہ 'وَاہ بِمَرّۃٍ لَیسَ بِشَیٍٔ ضَعِیفٌ جِدًا' اور 'ضَعَّفُوْہُ' وغیرہ سب ایک ہی درجے کے الفاظ ہیں۔ دیکھئے ''مقدمۃ میزان الاعتدال'' (ج : ۱، ص : ۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ راوی متروک ہے اور ازدی نے ان کو کذاب کہا ہے۔ دیکھئے، تقریبا، ص : ۹۵۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' (ج : ۱۲، ص : ۱۴) میں ''ابن السنی'' نے (۴۸۰) اور ''دارقطنی'' (ج : ۲، ص : ۱۸۵) نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی سخت ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالملک بن ہارون ہے۔ یحییٰ بن معین نے اس کو 'کذاب'' ابوحاتم نے 'متروک الحدیث، ذَاھِب الحدیث' اور جوزجانی نے ''دجال کذاب' کہا ہے۔ سعدی نے ''دجال' کہا ہے۔ دیکھئے : الجرح والتعدیل (ج : ۵، ص : ۲۷۴) احوال الرجال لجوزجانی (ص : ۷۷) اور دیوان الضعفاء للذہبی (ج : ۲، ص : ۱۲۸) اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں گھڑنے والوں میں سے ہے۔ المجروحین، ج : ۲، ص : ۱۳۳

ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الاعتدال'' (ج : ۴، ص : ۲۸۵) میں اس کے باپ ہارون کے تذکرے میں اس کے بارے میں کہا ہے کہ : 'اَمَّا اِبْنہ عبدالملک فَمترُوکٌ یَکْذِبُ۔'''یعنی وہ متروک ہے اور جھوٹ بولتا تھا۔''

''الکاشف'' (ج : ۳، ص : ۱۸۹) میں ہارون کے ترجمہ میں کہا ہے : ''اس کا بیٹا عبدالملک ہالک ہے۔'' احمد، یحییٰ بن معین، ابوحاتم، ابن حبان اور دارقطنی نے ان پر سخت جرح کی ہے جیساکہ ''میزان (ج : ۲، ص : ٦٦٦) میں ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''نتائج الافکار'' میں اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ 'وَسَنَدُہٗ وَاہٍ جِدًا۔' اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو : المفتوحات الربانیہ (ج : ۴، ص : ۳۴۱)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حدیثوں کی سندیں سخت ضعیف ہیں، اس وجہ سے شواہد بننے کے قابل نہیں۔ لہٰذا مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

تنبیہ : ''ابن السنی'' کے محقق بشیر محمد عیون نے ''معاذ بن زہرہ''کی حدیث کی تخریج میں مرسل کہنے کے بعد کہا ہے : ''مگر شواہد ہیں، جن کی بناء پر حدیث قوی ہوجاتی ہے۔ دیکھئے : ارواء الغلیل (نمبر : ۹۱۹) اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے ''ارواح ''میںشواہد کی بناء پر اس حدیث کو قوی کہا ہے حالانکہ انھوں نے اس حدیث کو بھی ضعیف کہا ہے۔
(شکریہ از مفتی صاحب) (۱۵اپریل ۲۰۰۲ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

محدث فتویٰ